رسول اللہ ﷺ کے غصّہ و غضب کی کیفیات

حافظ حسن مدنی*

حافظ حسین ازہر**

غصّہ اور ناراضی سے انسانی طبیعت پر برے اثرات پیدا ہوتے ہیں اور اسلام نے بھی غصّہ کو سخت ناپسند بلکہ ناجائز قرار دیا ہے۔ تاہم شریعت اسلامیہ میں بعض اوقات غصہ کرنا جائز اور مطلوب بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ جب غصہ اپنی ذاتی برتری، دوسرے پر غلبے اور ذاتی مقاصد کے لئے کیا جائے تو وہ ناجائز ہے، تاہم اللہ کی شریعت اور اس کے احکام میں کوئی کوتاہی کی جائے تو اس وقت غصہ کرنا مشروع اور جائز ہو جاتا ہے۔ بلکہ نبی کریمؐ نے ایسے بہت سے مواقع پر غصہ فرمایا۔ جن کی تفصیل زیر نظر مقالہ میں پیش کی گئی ہے۔ غصہ کے ان جائز مقامات پر نبی کریم کے وجود اطہر پر کیا کیفیات وارد ہوتیں، اور آپ کیسے کلمات سے اپنے غصہ کا اظہار کرتے، اس کو بھی مستند متون کے ساتھ یہاں پیش کر دیا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ بہترین اخلاق کے مالک ہیں، جس کی گواہی ربّ العالمین، آپ کی ازواج مطہرات، آپ کے صحابہ کرام، آپ کے خدام حتیٰ کہ آپ کے دشمن بھی دیتے ہیں۔ سیرت طیبہ اور احادیث نبویہ کی کتب ان مکارم اخلاق پر عمل پیرا ہونے اور ان کی تلقین سے بھری پڑی ہیں۔ آپ نے نہ صرف اخلاقِ فاضلہ کی زبان سے دعوت دی، انہیں اُسوہ حسنہ کے طور پر پیش کیا، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اخلاق اپنے مقام و مرتبہ میں آپ کے فرمان و عمل کا محتاج ہے۔ حسن اخلاق کی بہترین تعریف یہ ہے کہ ''وہ اوصاف جن پر نبی کریم ﷺ نے عمل فرمایا ہو، مکارم اخلاق ہیں۔''

غصّہ اور غضب کا جذبہ انسانی فطرت میں رکھ دیا گیا ہے اور شریعت الٰہیہ نے جہاں غضب کی مذمت اور اصلاح کی تدابیر بتائی ہیں، وہاں بعض صورتوں میں غضب کو جائز قرار دیتے ہوئے اس کا مطالبہ بھی کیا ہے۔ اس کا علم اس بات سے ہوتا ہے کہ مکارم اخلاق پر فائز شخصیت سید المرسلین ﷺ نے بھی بعض اوقات غصہ فرمایا۔ غصّہ کے سبب آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو جاتا، اس کے آثار آپ پر ظاہر ہو جاتے، آپ اپنی گفتگو سے مخاطب کو اصلاح کی طرف متوجہ کیا کرتے۔ اور اکثر ایسا بھی ہوتا کہ آپ غصہ نہ کرنے کے فضائل بیان فرماتے اور بہت سی سنگین باتوں کو نظر انداز کر دیتے۔ گویا غضب وغصہ کے باب میں بھی آپ کا اسوہ حسنہ بعض خصوصی امتیازات کی نشاندہی کرتا ہے جس کے لئے درج ذیل مقالہ میں کتبِ حدیث و سیرت سے بعض تفصیلات پیش کی جارہی ہیں۔

غصہ، غضب کی تعریف

ابوالحسین احمد بن فارس (م ۳۹۵ھ) کہتے ہیں:

الغين والضّاد والباء أصل صحيح يدلّ على شدّة وقوّة(۱)

غ ض ب، اس کے بنیادی حروف ہیں جو ہفت اقسام میں 'صحیح' ہے۔ یہ الفاظ شدت اور قوت پر دلالت کرتے ہیں۔

* اسسٹنٹ پروفیسر ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز، لاہور، پاکستان۔

لغت میں غضب ترش روئی، کسی چیز کو دانتوں سے مضبوطی سے تھام لینا، سوزش کا پڑ جانا، اور اپنے سلوک ورویہ میں تلخ اور غضب ناک ہو جانا (۲)۔ اور اس کے مترادف الفاظ میں سخط یعنی 'کسی بات پر راضی نہ ہونا' ہے۔

اصطلاحاً: امام علی شریف جرجانی (م ۸۱۶ھ) کہتے ہیں: تغير يحصل عند غليان دم القلب؛ ليحصل عنه التشفي للصدر (۳) "ایسی تبدیلی جس سے دل کا خون جوش مارے تاکہ اس طرح سینے میں ٹھنڈ پڑ جائے۔"

محمد علی تھانوی (م ۱۱۵۸ھ) کہتے ہیں:

الغضب هو حركة للنّفس مبدؤها الانتقام، وقيل: هو كيفيّة نفسانيّة تقتضي حركة الرّوح إلى خارج البدن طلبا للانتقام(٤)

"غضب نفس کی ایسی حرکت کو کہتے جس کا آغاز انتقام سے ہوتا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ ایسی نفسیاتی کیفیت جو روح کے بدن سے نکلنے کی متقاضی ہو، تاکہ انتقام لیا جاسکے۔"

غصّہ کا شرعی حکم

سیرتِ نبویہ کے مطالعے سے علم ہوتا ہے کہ غضب کبھی محمود و مطلوب ہوتا ہے اور کبھی ناپسندیدہ۔

محمود غصہ وہ ہے جس کا شریعت نے مطالبہ کیا یا اس کو اچھا سمجھا ہے، اور وہ ایسا غصہ ہے جو مقاصد شریعت (دین، جان، مال، عقل، عزت اور نسب و نسل) کا تحفظ کرتے ہوئے، یا دوسروں کے حقوق یا مظلوم کی مدد کرنے وقت آتا ہے اور مذموم غصہ وہ ہے جو اپنی سراسر اپنی ذات یا ذاتی مقاصد کے لئے کیا جائے اور اس میں ذاتی انتقام لیا جائے۔ محمود غصّہ جس کا شریعت نے مطالبہ کیا ہے کہ جب مسلمانوں کے تحفظ کی بات ہو اور اہل اسلام سے محبت و مودت اور مؤاخات کا اسلام ہم سے مطالبہ کرتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَ الَّذِیْنَ مَعَه اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ(۵)

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر تو سخت (مگر) آپس میں رحم دل ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِه فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَه اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ(٦)

"اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے (تو پھر جائے) عنقریب اللہ ایسے لوگ لے آئے گا جن سے اللہ محبت رکھتا ہو اور وہ اللہ سے محبت رکھتے ہوں، مومنوں کے حق میں نرم دل اور کافروں کے حق میں سخت ہوں، اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہ ہوں۔"

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ اغْلُظْ عَلَيْهِمْ(۷)

"اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔"

اور نبی کریم نے بھی مقاصدِ شرع کے تحفظ کو کبھی نظر انداز نہیں کیا، سیدہ عائشہ سے مروی ہے کہ

أَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللَّهِ فَيَنْتَقِمَ لِلَّهِ بِهَا(۸)

"رسول اللہ ﷺ کو جب دو باتوں کا اختیار دیا جاتا تو آپ اس کو اختیار کرتے جو آسان ہوتی بشرط یہ کہ وہ گناہ نہ ہوتی لیکن اگر وہ بات گناہ ہوتی تو آپ ﷺ لوگوں میں سے سب سے زیادہ اس سے دور رہتے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی انتقام نہیں لیا۔ ہاں، اگر اللہ کی حرمت پامال ہوتی تو آپ اللہ کے لیے اس کا

انتقام لیتے تھے۔“

چنانچہ نبی کریم ﷺ اپنی ذات کے لئے انتقام نہ لیا کرتے اور جہاں اسلام کے تحفظ کا مسئلہ در پیش ہوتا، وہاں اس کو نظرانداز نہ کرتے۔ چنانچہ شارح بخاری اس حدیث کی شرح میں مولانا عبد الستار حمادؒ لکھتے ہیں :

”اگر آپ اپنی ذات کے لیے بدلہ لیتے تو اس یہودن کو ضرور قتل کراتے جس نے دعوت دے کر بکری کے گوشت میں زہر ملاکے آپ کو قتل کرنا چاہا تھا، یا اس منافق کو قتل کراتے جس نے مالِ غنیمت کی تقسیم پر آپ کی دیانت پر شبہ کیا تھا مگر ان سب کو معاف کر دیا گیا۔ جان سے پیارے چچا حضرت حمزہؓ کو بے دردی سے قتل کرنے والا حبشی بن حرب جب آپ کے سامنے آیا تو آپ کو سخت تکلیف ہونے کے باوجود نہ صرف یہ کہ آپ نے اسے معافی دی بلکہ اس کا اسلام بھی قبول کیا اور فتح مکہ کے دن تو آپ نے جو کچھ کیا، اس پر آج تک دنیا حیران ہے۔ دوسری طرف عبداللہ بن حنظل یا عقبہ بن ابی معیط یا ابورافع یہودی یا کعب بن اشرف کو جو آپ نے قتل کروایا وہ بھی اپنی ذات کے لیے نہ تھا بلکہ ان لوگوں نے اللہ کے دین میں خلل ڈالنا، لوگوں کو بہکانا اور فتنہ وفساد بھڑکانا اپنا رات دن کا شغل بنالیا تھا۔ اس لیے قیام امن کے واسطے ان فساد پسندوں کو ختم کرایا گیا۔“ (۹)

جہاں تک مذموم غصہ کی بات ہے تو اس کی مذمت، ممانعت اور علاج سے سیرتِ نبوی بھری پڑی ہے، چنانچہ سیدنا ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا :

لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الغَضَبِ (۱۰)

”پہلوان وہ نہیں جو کشتی کرتے وقت دوسرے کو بہت زیادہ پچھاڑنے والا ہو کہ بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کی حالت میں اپنے آپ پر کنٹرول کرلے۔“

جائز غصہ اور اس پر نبی کریم ﷺ کی کیفیات

سیرتِ طیبہ سے علم ہوتا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کی خلاف ورزی پر غصہ کرنا جائز بلکہ مطلوب ہے اور غصہ کا اظہار شریعت کے دائرے میں محدود رہنا چاہیے۔ جیساکہ آپ کی اس دعا سے پتہ چلتا ہے : أَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا (۱۱) ”باری تعالیٰ: میں غصہ اور رضامندی سے تجھ سے کلمہ حق کی دعا کرتا ہوں۔“

نبی کریم ﷺ سے صادر ہونے والے غصہ کا جائزہ لیا جائے تو وہ تحفظ دین کے لئے غصہ ہے یا اللہ کو ناپسند چیزوں کو سننے اور دیکھنے پر غصہ، اور نادر طور پر اپنے اوپر ہونے والے بے پناہ ظلم پر بھی آپ ﷺ نے غصّہ فرمایا۔

امام محمد بن اسمٰعیل بخاری نے 'کتاب الآداب والاخلاق' میں سیرتِ طیبہ سے پانچ واقعات (نمبر۱، ۶تا۸ اور ۱۰) بیان کرکے بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الغَضَبِ وَالشِّدَّةِ لِأَمْرِ اللهِ یعنی 'خلاف شرع کام پر غصہ اور سختی کرنا' کا عنوان قائم کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم خلاف شرع امور پر غصہ کیا کرتے اور اس پر شدید ناراض ہوجاتے تھے۔ اس سے غصہ کے جواز کا علم ہوتا ہے اور کن باتوں پر غصہ کیا جاسکتا ہے، ان کا پتہ چلتا ہے۔ بلکہ ایک مسلمان کو سیرت نبوی پر عمل کرتے ہوئے خلافِ شرع اُمور پر غصہ کرنا چاہیے تاکہ لوگ اللہ کی بندگی کو اختیار کریں اور ایسے راستوں سے بھی دور رہیں جس سے دوسروں میں دین سے بدگمانی پیدا ہو۔

ذیل میں غصہ نبوی کے واقعات کو مستند متون کے ساتھ جمع کردیا گیا ہے، جس کے ساتھ آپ پر گزرنے والی کیفیت کی نشاندہی بھی کی گئی ہے :

اللہ کو ناراض کرنے والے کام کرنے پر غصّہ

تصویریں دیکھ کر غصہ میں آنا:

سیدہ عائشہ صدیقہ کافرمان ہے:

دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَفِي البَيْتِ قِرَامٌ فِيهِ صُوَرٌ، فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ تَنَاوَلَ السِّتْرَ فَهَتَكَهُ، وَقَالَتْ :قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ القِيَامَةِ الَّذِينَ يُصَوِّرُونَ هَذِهِ الصُّوَرَ(۱۲)

نبی ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور گھر میں ایک پردہ لٹکا ہوا تھا جس پر تصویریں تھیں۔(اسے دیکھ کر)آپ ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہوگیا۔ پھر آپ نے وہ پردہ پکڑا اور اسے پھاڑ دیا۔ ام المومنین نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا" : قیامت کے دن ان لوگوں کو سخت عذاب دیا جائے گا جو یہ تصویریں بناتے ہیں۔

اس واقعہ میں نبی کریم نے تصاویر دیکھنے پر شدید ناراضی کا اظہار کیا، اور فرمایا کہ مصوروں کو روز قیامت سخت عذاب ہوگا۔آپ نے نہ صرف زبان سے اس کے خلاف بیان فرمایا، ان کے عذاب کی خبر دی بلکہ اس پردے کو پھاڑ دیا۔

حدود اللہ میں سفارش کرنے پر غصہ: فاطمہ مخزومیہ نے جب چوری کی اور قریش نے سیدنا اسامہ بن زید کو نبی کریم کے پاس سفارش کے لئے بھیجا تو اس پر نبی کریم ﷺ میں آ گئے، سیدہ عائشہ سے مروی ہے کہ

أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الَّتِي سَرَقَتْ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ، فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ ؟ فَقَالُوا: وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، حِبُّ رَسُولِ اللهِ ، فَأُتِيَ بِهَا رَسُولُ اللهِ، فَكَلَّمَهُ فِيهَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، فَتَلَوَّنَ وَجْهُ ﷺ، فَقَالَ: «أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ؟«، فَقَالَ لَهُ أُسَامَةُ: اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ، فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ، قَامَ رَسُولُ اللهِ، فَاخْتَطَبَ، فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ» :أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمِ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمِ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَإِنِّي وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا»، ثُمَّ أَمَرَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ الَّتِي سَرَقَتْ، فَقُطِعَتْ يَدُهَا، قَالَ يُونُسُ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: قَالَ عُرْوَةُ :قَالَتْ عَائِشَةُ: فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدُ، وَتَزَوَّجَتْ، وَكَانَتْ تَأْتِينِي بَعْدَ ذَلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ.(۱۳)

"قریش کو اس عورت کے معاملے نے فکر مند کیا جس نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں، غزوہ فتح مکہ (کے دنوں) میں چوری کی تھی۔ انہوں نے کہا: اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کون بات کرے گا؟ (کچھ) لوگوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے چہیتے اسامہ بن زیدؓ ہی اس کی جراءت کر سکتے ہیں۔ وہ عورت رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کی گئی تو حضرت اسامہ بن زیدؓ نے اس کے بارے میں بات کی، اس پر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا اور فرمایا: "کیا تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کر رہے ہو؟" تو حضرت اسامہؓ نے عرض کی: اللہ کے رسول! میرے لئے مغفرت طلب کیجیے۔ جب شام کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ اٹھے، خطبہ دیا، اللہ کے شایانِ شان اس کی ثنا بیان کی، پھر فرمایا: "اما بعد! تم سے پہلے لوگوں کو اسی چیز نے ہلاک کر ڈالا کہ جب ان میں سے کوئی معزز انسان چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور جب کمزور چوری کرتا تو اس پر حد نافذ کر دیتے اور میں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو اس کا (بھی) ہاتھ کاٹ دیتا۔" پھر آپؐ نے اس عورت کے بارے میں حکم دیا جس نے چوری کی تھی تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ یونس نے کہا: ابن شہاب نے کہا: عروہ نے کہا: حضرت عائشہؓ نے کہا: اس کے بعد اس کی توبہ (اللہ کی طرف توجہ بہت) اچھی (ہو گئی) اور اس نے شادی کر لی اور اس

کے بعد وہ میرے پاس آتی تھی تو میں اس کی ضرورت رسول اللہؐ کے سامنے پیش کرتی تھی۔"

اس واقعہ میں بھی نبی کریم کا غضب، آپ کے چہرے کی رنگت کی تبدیلی سے ظاہر ہے۔اور آپ کا یہ غصہ اللہ کی شریعت میں تبدیلی کی بنا پر تھا، چنانچہ اس کی اصلاح کرتے ہوئے آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور آپ کے حکیمانہ رویے، اپنی بیٹی کی مثال دینے اور ٹھوس فیصلے سے چوری کرنے والی خاتون کی بھی اصلاح ہوئی، وہ آپ کے پاس اپنی رہنمائی کے لئے آیا کرتیں۔ اللہ کی رحمت کے عجب کرشمے ہیں کہ ہاتھ کاٹنے کی سزا دینے والے سے، خیر خواہی اور اعتماد کا یہ عالم ... یہ صحابہ کرام کی نبی کریم کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبت تھی۔

نبی کریمﷺ کی کیفیت غصہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سرزنش میں مبالغہ اور جذبہ اصلاح کے لئے کسی بلند قدر آدمی کی مثال بھی پیش کی جاسکتی ہے۔اس سے جہاں نبی کریم کے پاس سیدہ فاطمہ کی قدر و منزلت کا پتہ چلتا ہے، وہاں شریعت اسلامیہ کے نفاذ کی اہمیت کا بھی علم ہوتا ہے۔

قرآن میں اختلاف کرنے پر غصہ: نبی کریمﷺ کو مسلمانوں کی وحدت بڑی پسند تھی اور آپ اختلاف کو سخت ناپسند فرمایا کرتے، حتیٰ کہ قرآن کریم جو کہ اتفاق واتحاد کا محور ہے، اس پر ہی اختلاف ہو جانا آپ کو کسی طور گوارا نہ تھا، چنانچہ آپ اس پر بہت ناراض ہوئے، شعیب بن عمرو اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ

لَقَدْ جَلَسْتُ أَنَا وَأَخِي مَجْلِسًا مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهِ حُمْرَ النَّعَمِ أَقْبَلْتُ أَنَا وَأَخِي وَإِذَا مَشْيَخَةٌ مِنْ صَحَابَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ جُلُوسٌ عِنْدَ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِهِ، فَكَرِهْنَا أَنْ نُفَرِّقَ بَيْنَهُمْ، فَجَلَسْنَا حَجْرَةً، إِذْ ذَكَرُوا آيَةً مِنَ الْقُرْآنِ، فَتَمَارَوْا فِيهَا، حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمْ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُغْضَبًا، قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ، يَرْمِيهِمْ بِالتُّرَابِ، وَيَقُولُ: "مَهْلًا يَا قَوْمِ، بِهَذَا أُهْلِكَتِ الْأُمَمُ مِنْ قَبْلِكُمْ، بِاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، وَضَرْبِهِمُ الْكُتُبَ بَعْضَهَا بِبَعْضٍ، إِنَّ الْقُرْآنَ لَمْ يَنْزِلْ يُكَذِّبُ بَعْضُهُ بَعْضًا، بَلْ يُصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضًا، فَمَا عَرَفْتُمْ مِنْهُ، فَاعْمَلُوا بِهِ، وَمَا جَهِلْتُمْ مِنْهُ، فَرُدُّوهُ إِلَى عَالِمِهِ"(١٤)

"میں اور میرا بھائی ایسی مجلس میں بیٹھے کہ اس کے بدلے مجھے سرخ اونٹ ملنا بھی پسند نہیں۔ پھر میں اپنے بھائی کے ساتھ آیا تو کچھ بزرگ صحابہ مسجد نبوی کے کسی دروازے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے اس میں گھس کر ان کو جدا کرنے کو اچھا نہیں سمجھا، اس لئے کونے میں ہی بیٹھ گئے۔ اس دوران صحابہ کرام کے مابین قرآن کی کسی آیت کا تذکرہ چھڑا اور اس میں ان کے مابین اختلاف ہو گیا۔ یہاں تک ان کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ نبی کریمﷺ غصہ کی حالت میں باہر نکلے، آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا تھا، اور آپ ان پر مٹی پھینک رہے تھے۔ اور فرما رہے تھے: لوگو! رک جاؤ۔ تم سے پہلی امتیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ انہوں نے اپنے انبیا کے سامنے اختلاف کیا اور اپنی کتابوں کے ایک حصے کو دوسرے پر مارا۔ قرآن اس طرح نازل نہیں ہوا کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کی تکذیب کرتا ہو۔ اس لئے تمہیں جتنی بات کا علم ہو، اس پر عمل کرلو، اور جو معلوم نہ ہو تو اس کے عالم سے پوچھ لو۔"

احادیث میں سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا ہشام بن حکیم کے قراءات پر اختلاف کا تذکرہ ملتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود کے ایک شخص سے سورہ احقاف کی قراءات اور دوسری روایت میں سورۃ الرحمٰن پر اختلاف، سیدنا ابی بن کعب کا دو آدمیوں سے اختلاف کا تذکرہ بھی ہے۔ (۱۵)

مذکورہ حدیث میں غصّہ کی بنا پر آپ نے ان کو سنگین الفاظ میں تہدید کی، خطبہ دیا اور ان پر مٹی بھی پھینکی۔

قتل اور دینی اساس منہدم ہونے پر غصّہ

کلمہ توحید کے باوجود قتل کردین پر غصہ: ایک بار نبی کریم شدید ناراض ہوگئے، جب اسلام کے ایک دعویٰ کرنے والے کو ناروا قتل کر دیا گیا۔ سیدنا اسامہ بن زید فرماتے ہیں:

بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ قَالَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ قَالَ وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ قَالَ فَلَمَّا غَشِينَاهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُهُ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فَقَالَ لِي يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذَلِكَ الْيَوْمِ(١٦)

"ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ جہینہ کی ایک شاخ حرقہ کی طرف روانہ کیا۔ ہم نے ان لوگوں کو صبح صبح ہی جالیا اور شکست سے دوچار کر دیا، چنانچہ میں اور انصار کا ایک آدمی ان کے ایک شخص تک پہنچے، جب ہم نے اسے گھیر لیا تو اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا۔ انصاری نے تو (یہ سن کر) اپنا ہاتھ روک لیا لیکن میں نے اپنے نیزے سے اس کا کام تمام کر دیا۔ جب ہم واپس آئے تو نبی ﷺ کو اس واقعے کی اطلاع ملی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: اے اسامہ! کیا تو نے اسے لا الہ ال اللہ کا اقرار کرنے کے بعد قتل کر ڈالا؟ میں نے کہا: اللہ کے رسول! اس نے صرف جان بچانے کے لیے اقرار کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: "کیا تو نے اسے لا اا لہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کر دیا؟" آپ ﷺ اس جملے کو بار بار دہراتے رہے کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوگئی: کاش! میں اس سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔"

معلوم ہوا کہ کسی شخص کے دعوائے اسلام کو قبول کرنا چاہیے اور اس کے باوجود اس کو قتل کر دیا جائے تو نبی کریم ﷺ نے اپنے غصہ کو تکرارِ الفاظ اور اس قدر غم واندوہ کے ساتھ بیان کیا، اور ایسے الفاظ بولے کہ صحابی شدت غم اور افسوس سے بول اٹھے کہ آج سے پہلے وہ مسلمان ہی نہ ہوتے۔ اور آپ کی یہ تمنا اس ڈر اور خوف کی بناپر بھی تھی کہ کہیں نبی کریم انہیں قصاص میں ماخوذ نہ کرلیں یا نبی کریم کی شدید ناراضی میں ان کے نیک اعمال ہی ضائع نہ ہو جائیں۔

آپ ﷺ نے کتنے سخت الفاظ بولے، اس کا تذکرہ بعض دیگر احادیث میں ہے:

أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا؟(١٧)

"تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا تاکہ تمہیں معلوم ہو جاتا کہ اس نے (دل سے) کہا ہے یا نہیں۔"

أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ؟(١٨) "کیا تو نے اسے لاإلہ إلا اللہ کہنے کے بعد قتل کر دیا؟"

دونوں احادیث میں مذکور سوال نبی کریم نے دو یا اس سے زیادہ بار سیدنا اسامہ بن زید سے کیے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے یہ جملہ تین بار سیدنا اسامہ کے سامنے دہرایا:

فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟(١٩)

"قیامت کے دن جب لاإلہ إلا اللہ (تمہارے سامنے) آئے گا تو اس کا کیا کرو گے؟"

سیدنا اسامہ پر ان الفاظ کا اتنا اثر ہوا کہ پھر ہر جہاد میں سب سے زیادہ محتاط آپ ہوتے، حتیٰ کہ جنگ جمل اور جنگ صفین میں، اسی خوف سے آپ جنگ میں ہی شامل نہ ہوئے اور صحابہ کہتے ہیں کہ

فَقَالَ سَعْدٌ: وَأَنَا وَاللَّهِ لَا أَقْتُلُ مُسْلِمًا حَتَّى يَقْتُلَهُ ذُو الْبُطَيْنِ يَعْنِي أُسَامَةَ(٢٠)

"حضرت سعدؓ کہنے لگے : اور میں اللہ کی قسم ! کسی اسلام لانے والے کو قتل نہیں کروں گا جب تک ذوالبطین ،یعنی اسامہ اسے قتل کرنے پر تیار نہ ہوں۔"

اس واقعہ میں نبی کریم ﷺ کے شدید غصے کی کیفیت اور اس پر آپ کا ردعمل یوں ہے کہ "آپ کا اس موقع پر شدید غصہ کا اظہار کرنا، سیدنا اسامہ بن زید کو جھڑکنا اور ڈانٹ ڈپٹ کرنا، اس کا مقصد امت کو تعلیم دینا اور وعظ ونصیحت میں مبالغہ کرنا تھا، تاکہ لا الہ الا اللہ کہنے والے والے آئندہ کبھی قتل نہ کیا جائے۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ : "رسول اللہ کا ان الفاظ کو تکرار سے کہنا، عذر کو قبول کرنے سے اعراض ، اور اس میں زجر وتوبیخ کرنے سے مقصود امت کی رہنمائی کرنا ہے تاکہ وہ ایسے افعال سے ہر ممکن احتیاط کریں۔" (۲۱)

نبوت میں شک پیدا کرنے پر غصہ :

سیدنا عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ

لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ، آثَرَ النَّبِيُّ ﷺ أُنَاسًا فِي القِسْمَةِ، فَأَعْطَى الأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ، وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَأَعْطَى أُنَاسًا مِنْ أَشْرَافِ العَرَبِ فَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي القِسْمَةِ، قَالَ رَجُلٌ: وَاللَّهِ إِنَّ هَذِهِ القِسْمَةَ مَا عُدِلَ فِيهَا، وَمَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللَّهِ، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَأُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَتَيْتُهُ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: «فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، رَحِمَ اللَّهُ مُوسَى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ (۲۲)

"نبی کریم ﷺ نے حنین کے دن کچھ لوگوں کو تقسیم میں زیادہ دیا تھا، چنانچہ اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سو اونٹ، عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی سو اونٹ دیے۔ ان کے علاوہ شرفائے عرب میں سے چند لوگوں کو اس طرح تقسیم میں کچھ زیادہ دیا تو ایک شخص نے کہا: اللہ کی قسم! یہ ایسی تقسیم ہے کہ اس میں انصاف پیش نظر نہیں رکھا گیا یا اس میں اللہ کی رضا مقصود نہ تھی۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نبی کریم ﷺ کو اس بات سے ضرور آگاہ کروں گا، چنانچہ میں آپ کے پاس گیا اور آپ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا: "اگر اللہ اور اس کا رسول ﷺ انصاف نہیں کریں گے تو پھر انصاف کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے! انھیں اس سے بھی زیادہ اذیت دی گئی مگر انھوں نے صبر کیا۔"

نبی کریم ﷺ نے ایسی ظالمانہ بات کہنے والے کو سزا کیوں نہیں دی اس کی وجہ یہ ہے کہ "ممکن ہے کہ وہ اپنے قول سے انکاری ہو گیا ہو، یا صرف ایک شخص عبداللہ بن مسعودؓ کی گواہی تھی اور ایک گواہی پر جرم ثابت نہیں ہو سکتا۔ یا آپ ﷺ نے اس کو سزا دینا مصلحت نہ سمجھا ہو۔ قال القسطلانی لم ينقل أنه ﷺ عاقبه وفي المقاصد قال قاضي عياض: حكم الشرع أن من سب النبي ﷺ كفر و يقتل ولكنه لم يقتل تاليفاً لغيرهم ولئلا يشتهر فی الناس أنه ﷺ يقتل أصحابه فينفروا (۲۳)

"آنحضرت ﷺ کو گالی دینے والا کافر ہو جاتا ہے۔ جس کی سزا شرعاً قتل ہے مگر آپ نے بطور مصلحت اس کو نہیں مارا تاکہ دوسرے لوگ اسلام سے بدظن نہ ہوں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔" (۲۴)

اسی واقعہ کی مزید تفصیل صحیح مسلم میں سیدنا عبداللہ مسعود سے ہی مروی ہے کہ

قَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّهَا لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللهِ قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَارَرْتُهُ فَغَضِبَ مِنْ ذَلِكَ غَضَبًا شَدِيدًا وَاحْمَرَّ وَجْهُهُ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَذْكُرْهُ لَهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ قَدْ أُوذِيَ مُوسَى بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ (۲۵)

”رسول اللہ ﷺ نے کچھ (مال) تقسیم کیا تو ایک آدمی نے کہا: اس تقسیم میں اللہ کی رضا کو پیش نظر نہیں رکھا گیا۔ کہا: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چپکے چپکے سے آپ کو بتادیا، اس سے آپ انتہائی غصے میں آگئے، آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا حتیٰ کہ میں نے خواہش کی، کاش! یہ بات میں آپ کو نہ بتاتا، کہا: پھر آپ نے فرمایا: "موسیٰ علیہ السلام کو اس سے بھی زیادہ اذیت پہنچائی گئی تو انھوں نے صبر کیا۔“

اس واقعہ سے علم ہوتا ہے کہ نبی کریم کا یہ غصہ آپ کی نبوت اور منصب رسالت پر شک کرنے پر تھا، اور اس کا یہ تبصرہ بہت سے لوگوں کے لئے ایمان کی بربادی کا سبب ہو سکتا تھا۔ کیونکہ اگر منصب نبوت پر شک پیدا کر دیا جائے تو پورا نظام ایمان خراب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ نبی کریم نے اس گناہ کی شدت اور سنگین نتائج کے پیش نظر، غصہ کا اظہار کیا اور اپنی نبوت اور اللہ سے قریبی تعلق کو ظاہر کیا۔ پھر آپ نے خود صبر کرتے ہوئے، ایک اور نبی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی مثال بیان کی، اور بطور مصلحت نہ تو اس کو سزا دی اور نہ ہی سیدنا عمر کے اس کو قتل کر دینے کے مطالبہ ۲۶ کو قبول کیا۔ چنانچہ اس شخص کا یہ دعویٰ سراسر ظالمانہ، ایمان کے حق میں مہلک، اور مسلمانوں کے عقیدہ نبوت میں شک ڈالنے والا تھا، جبکہ نبی کریم کا رویہ صبر، خیر خواہی، اور حکمت و مصلحت پر مبنی تھا۔

دین سے متنفر کرنے والوں پر غصّہ

عبادت سے متنفر کرنے والے ائمہ پر غصہ میں آنا: ایسے ہی وعظ و نصیحت کے دوران ایک مرتبہ نبی کریم سب سے زیادہ غصہ میں آگئے، سیدنا عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ

أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلاَةِ الغَدَاةِ، مِنْ أَجْلِ فُلاَنٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا، قَالَ :فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا فِي مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ، قَالَ: فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ، فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ، فَإِنَّ فِيهِمُ المَرِيضَ وَالكَبِيرَ وَذَا الحَاجَةِ(۲۷)

”ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی :میں فلاں (امام) کی وجہ سے صبح کی نماز باجماعت سے پیچھے رہتا ہوں کیونکہ وہ بہت لمبی نماز پڑھاتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس دن سے زیادہ وعظ و نصیحت کرتے ہوئے غصے میں کبھی نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! تم میں سے کچھ لوگ دوسروں کو نفرت دلانے والے ہیں تم میں سے اگر کوئی دوسروں کو نماز پڑھائے تو نماز میں تخفیف کرے کیونکہ نمازیوں میں کوئی بیمار ہوتا ہے کوئی بوڑھا ہوتا ہے اور کوئی کام کاج کرنے والا ہوتا ہے۔“

اس واقعہ میں نبی کریم ﷺ نے دین کی بنا پر متنفر ہونے والوں کی مذمت کی اور ان کی اصلاح کے لئے غصہ کا اظہار کیا، اور پر حکمت الفاظ سے ایسا کرنے والے کو متوجہ کیا۔

مسجد میں بلغم دیکھ کر غصہ کرنا:

سیدنا عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ

بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي، رَأَى فِي قِبْلَةِ المَسْجِدِ نُخَامَةً، فَحَكَّهَا بِيَدِهِ، فَتَغَيَّظَ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلاَةِ، فَإِنَّ اللَّهَ حِيَالَ وَجْهِهِ، فَلاَ يَتَنَخَّمَنَّ حِيَالَ وَجْهِهِ فِي الصَّلاَةِ(۲۸)

”نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ اس اثناء میں آپ نے مسجد میں قبیلے کی جانب بلغم دیکھا، آپ نے اسے دست مبارک میں صاف کیا اور غصے ہوئے، پھر فرمایا: "جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے للذا کوئی شخص دوران نماز میں اپنے سامنے نہ تھوکے۔“

چونکہ عبادت کی جگہ اگر صاف نہ ہوگی تو لوگ اس بنا پر مسجد سے دور ہو جائیں گے، اس لئے نبی کریم کو اس پر غصہ آیا۔

دین میں بلاوجہ، فرضی سوالات کرنے پر غصہ :

سیدنا زید بن خالد جہنی سے مروی ہے کہ

أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ اللُّقَطَةِ، فَقَالَ: «عَرِّفْهَا سَنَةً، ثُمَّ اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا، ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا، فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ «قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَضَالَّةُ الْغَنَمِ؟ قَالَ: «خُذْهَا، فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ» قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَضَالَّةُ الْإِبِلِ؟ قَالَ: فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ - أَوِ احْمَرَّ وَجْهُهُ - ثُمَّ قَالَ: «مَا لَكَ وَلَهَا، مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا، حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا (۲۹)

"ایک آدمی نے رسول اللہﷺ سے گم شدہ چیز کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا" :اس کا ایک سال تک اعلان کرو، پھر اس کے سر بندھن اور توشہ دان کی پہچان رکھو اور اسے استعمال کر لو۔ اگر اس کا مالک آجائے تو وہ چیز اسے واپس کر دو۔" پھر اس نے عرض کی :اللہ کے رسول! بھولی بھٹکی بکری کے متعلق کیا حکم ہے؟آپ نے فرمایا : "اسے پکڑ لو۔ وہ تمہارے لیے ہے یا تمہارے بھائی کے لیے یا پھر بھیڑیے کے لیے ہوگی۔" اس نے کہا : اللہ کے رسول! گم شدہ اونٹ کے متعلق کیا فرمان ہے؟ رسول اللہﷺ اس سوال پر اس قدر ناراض ہوئے کہ آپ کے رخسار سرخ ہو گئے یا آپ کا چہرہ انور سرخ ہو گیا پھر آپ نے فرمایا" : تمہیں اس اونٹ سے کیا غرض ہے؟اس کے ساتھ اس کی جوتی ہے اور پانی کا مشکیزہ ہے کبھی نہ کبھی اس کا مالک اس کو پالے گا۔"

ان احادیث میں آپﷺ نے دین کے نام ایسے رویے اختیار کرنے کی بے انتہا مذمت کی جس سے لوگ دین سے متنفر ہو جائیں، چنانچہ امام کو بے جا نماز کو لمبا کرنا، یا کسی کا مسجد کو گندا کر دینا، یا بلاوجہ دین کے بارے میں فرضی سوال وجواب کرنا اور نیکی کے شوق میں ایسے کام کرنا جس سے لوگوں پر وہ چیز فرض ہو جائے۔ تو ان باتوں سے جو (مسجد میں گندگی کے ماسوا) دراصل بظاہر نیکی کے کام ہیں، لیکن ان سے لوگ دین سے متنفر ہوتے یا ان کے لئے دین پر عمل کرنا مشکل ہو جاتا، چنانچہ نبی کریمﷺ نے ان پر شدید ناراضی کا اظہار فرمایا۔ چھٹے واقعہ میں نماز کو لمبا پڑھنے پر تو آپ نے اپنے وعظ میں سنگین ترین غصہ کا اظہار کیا۔ آٹھویں واقعے میں بے جا دینی سوال پر آپ کا چہرہ مبارک یا رخسار مبارک سرخ ہو گئے۔ نبی کریم کو بلاوجہ سوالات کرنے پر غصہ آجاتا، سیدنا ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ

سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ غَضِبَ وَقَالَ سَلُونِي فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَبِي فَقَالَ أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا بِوَجْهِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ(۳۰)

"رسول اللہﷺ سے چند اشیاء کے متعلق سوال کیا گیا جنہیں آپ نے پسند نہ فرمایا۔ جب لوگوں نے بہت زیادہ سوالات کرنا شروع کر دیے تو آپ ناراض ہوئے اور فرمایا: "مجھ سے جو پوچھنا ہے پوچھو۔" تب ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: "اللہ کے رسول! میرا باپ کون ہے؟آپ نے فرمایا: تیرا باپ حذافہ ہے۔" پھر ایک دوسرا شخص کھڑا ہوا اور اس نے سوال کیا: میرے والد کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: "تمہارے والد شیبہ کے آزاد کردہ غلام سالم ہیں" جب سیدنا عمرؓ نے رسول اللہﷺ کے چہرہ انور پر غصے کے آثار محسوس کیے تو کہا: ہم اللہ عزوجل کے حضور (آپ کو غصہ دلانے سے) توبہ کرتے ہیں۔"

بعض لوگوں نے آپ سے جب بے جا سوالات کئے جیسے کسی نے پوچھا میری اونٹنی اس وقت کہا ہے؟ کسی نے

پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ کسی نے پوچھا کیا ہر سال حج فرض ہے، وغیرہ تو اس پر نبی کریم ناراض ہوئے۔ اور ناراضی میں انہیں سوالات کا کہہ دیا۔ تاہم اس کیفیت کو سیدنا عمرؓ نے آپ کے چہرے کی رنگت متغیر ہونے سے پہچان لیا، اور لوگوں کو روکتے ہوئے اللہ سے استغفار کیا۔ اس واقعہ میں غصہ کی نبوی کیفیت یہ بیان کی گئی کہ بعض اوقات ناراضی میں، کوئی شخص زبان سے تو نہیں کہتا لیکن اس کے چہرے سے اس کی کیفیت مترشح ہو رہی ہوتی ہے۔ تو منہ سے نہ کہنے کو نظرانداز کرتے ہوئے، اصل کیفیت غصہ کا اعتبار کرنا چاہیے۔

بلاوجہ دینی مشقت ڈالنے والوں پر غصہ:

سیدنا زید بن ثابت سے مروی ہے کہ

احْتَجَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حُجَيْرَةً مُخَصَّفَةً، أَوْ حَصِيرًا، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِيهَا، فَتَتَبَّعَ إِلَيْهِ رِجَالٌ وَجَاءُوا يُصَلُّونَ بِصَلاَتِهِ، ثُمَّ جَاءُوا لَيْلَةً فَحَضَرُوا، وَأَبْطَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْهُمْ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ، فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوا البَابَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ مُغْضَبًا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيعُكُمْ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ، فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلاَةِ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ خَيْرَ صَلاَةِ المَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلاَةَ المَكْتُوبَةَ (۳۱)

”رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی شاخوں یا بوریے سے چھوٹا سا حجرہ بنایا۔ وہاں آپ (تہجد کی) نماز پڑھا کرتے تھے۔ چند لوگ وہاں آگئے اور انہوں نے آپ کی اقتدار میں نماز پڑھنا شروع کر دی۔ پھر وہ دوسری رات آئے اور ٹھہرے رہے لیکن آپ نے ان سے تاخیر کی اور باہر ان کے پاس تشریف نہ لائے۔ لوگ آوازیں بلند کرنے لگے اور دروازے کو کنکریاں مارنا شروع کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ غصے کی حالت میں باہر تشریف لائے اور فرمایا: ”تمہارے اس انداز سے مجھے خدشہ پیدا ہو گیا تھا کہ یہ نماز تم فرض ہو جائے گی۔ تم پر لازم ہے کہ نفل نماز اپنے گھروں میں پڑھو کیونکہ آدمی نماز کے علاوہ بہترین نماز وہ ہے جو وہ اپنے گھر میں پڑھے۔“

عبادات میں مبالغہ:

اس کو آپ ناپسند کرتے، اور اس پر ناراض ہو جاتے جیسا کہ سیدہ عائشہ سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَمَرَهُمْ، أَمَرَهُمْ مِنَ الأَعْمَالِ بِمَا يُطِيقُونَ، قَالُوا: إِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، فَيَغْضَبُ حَتَّى يُعْرَفَ الغَضَبُ فِي وَجْهِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: «إِنَّ أَتْقَاكُمْ وَأَعْلَمَكُمْ بِاللَّهِ أَنَا.»

”رسول اللہ ﷺ جب صحابہ کرامؓ کو حکم دیتے تو انہی کاموں کا حکم دیتے جن کو وہ بآسانی کر سکتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارا حال آپ جیسا نہیں ہے۔ اللہ نے آپ کی اگلی پچھلی ہر کوتاہی سے درگزر فرمایا ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ اس قدر ناراض ہوئے کہ آپ کے چہرہ مبارک پر غصے کا اثر ظاہر ہوا، پھر آپ نے فرمایا: ”میں تم سب سے زیادہ پرہیزگار اور اللہ کو جاننے والا ہوں۔“

اس واقعہ سے علم ہوا کہ خلاف شریعت بات پر نبی کریم ناراض ہو جاتے تھے، اور آپ کے غصہ کا اظہار آپ کے چہرے کی رنگت سے ہوتا تھا، پھر آپ لوگوں کو تلقین کرتے کہ مجھ سے آگے بڑھنے کی کوشش مت کرو۔

ہمدردی اور توجہ دلانے کے لئے غصّہ

خطاب کرتے ہوئے قارئین کی توجہ وہمدردی کے لئے غصہ کا اظہار: سیدنا جابر سے مروی ہے کہ

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُولُ

صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ وَيَقُولُ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَيَقْرُنُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى وَيَقُولُ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ وَعَلَيَّ(۳۲)

”رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی اور جلال کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی حتی کہ ایسا لگتا جیسے آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں، فرما رہے ہیں کہ وہ (لشکر) صبح یا شام (تک) تمھیں آ لے گا اور فرتے "میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں" اور آپ اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر دکھاتے اور فرتے ۔" (حمد وصلاۃ) کے بعد بلا شبہ بہترین حدیث (کلام) اللہ کی کتاب ہے اور زندگی کا بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ زندگی ہے اور (دین میں) بدترین کام وہ ہیں جو خود نکالے گئے ہوں اور ہر نیا نکالا ہوا کام گمراہی ہے۔ پھر فرماتے: "میں ہر مومن کے ساتھ خود اس کی نسبت زیادہ محبت اور شفقت رکھنے والا ہوں جو کوئی (مومن اپنے بعد) مال چھوڑ گیا تو وہ اس کے اہل وعیال (وارثوں) کا ہے اور جو مومن قرض یا بے سہارا اہل وعیال چھوڑ گیا تو (اس قرض کو) میری طرف لوٹایا جائے (اور اس کے کنبے کی پرورش) میرے ذمے ہے۔“

اس حدیث مبارکہ میں خطیب کے لئے نبوی رہنمائی موجود ہے کہ کہ دوران خطبہ آواز کو بلند کرنا، غصہ کی سی کیفیت ظاہر کرنا، جلال میں آجانا اور موقع محل کے مطابق خطاب میں نرمی اور سختی کرنا موٴثر گفتگو کے لئے ضروری ہے۔ اور خطیب کو جس گہرائی، بصیرت اور دانائی سے قوم کی حالت پر غور کرنا اور اس کے سدباب کے لئے فکرمند ہونا چاہیے، اس کو اپنے کندھوں پر ڈالی گئی بھاری ذمہ داری کا شعور ہونا چاہیے، اس کی نشاندہی اس حدیث میں موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ کا یہ اُسلوب مسلمانوں کی بھلائی سے آپ کے گہرے تعلق، ہمدردی اور فکرمندی کو ظاہر کرتا ہے۔

بات پر زور دینے کے لئے غصہ کا اظہار:

سیدنا ابو بکرہؓ سے مروی ہے کہ

أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الكَبَائِرِ؟ ثَلاَثًا، قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: الإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ - وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ - أَلاَ وَقَوْلُ الزُّورِ، قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ(۳۳)

”نبی ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: "کیا میں تمھیں کبیرہ گناہوں کی اطلاع نہ دوں؟" صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں ضرور آگاہ کریں۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا۔" پہلے آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے پھر اٹھ بیٹھے اور فرمایا: "خبردار! اور جھوٹی گواہی دینا۔" پھر مسلسل اس کا تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ ہم لوگ کہنے لگے: کاش! آپ خاموش ہو جائیں۔“

اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم نے شرک اور عقوق والدین جیسے سنگین گناہوں کے بعد، جھوٹی گواہی پر اس قدر ناراضی کا اظہار کیا کہ آپ سیدھے ہو کر بیٹھے، تین بار کہا، اور اس گناہ عظیم پر ناراض ہوتے ہوئے اتنی تکرار کی، کہ صحابہ کرام کو آپ کی یہ مشقت گراں گزرنے لگی۔ تو صحابہ نے شفقت کے طور پر یہ چاہا کہ آپ بار بار فرمانے کی تکلیف نہ اٹھائیں۔ خاموش ہو رہیں جبکہ آپ کئی بار فرما چکے ہیں۔ یہاں غصہ میں اٹھ کر بیٹھنا اور بات کو تکرار سے کہتے چلے جانا کی نبوی کیفیات کا تذکرہ ہے۔

مسکراہٹ ملا غصہ:

نبی کریم ﷺ مسلمانوں کے لئے بے پناہ رحیم وشفیق تھے، اور آپ کو مختلف کوتاہیوں کی باز پرس بھی کرنا ہوتی، تاکہ لوگ آئندہ اس طرح کی غلطیاں نہ کریں، تو آپ بعض اوقات اس طرح ناراضی کا اظہار کرتے، کہ میں شفقت،

مسکراہٹ اور رحمت کا تاثر بھی موجود ہوتا۔ اس بناپر آپ کے غصے کو 'غضب الرحمۃ' کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ چنانچہ غزوہ تبوک کے موقع پر جب متعدد منافقین یا معذور مسلمان پیچھے رہ گئے اور تین صحابہ بھی غزوہ میں شریک نہ ہوسکے۔ تو واپسی پر نبی کریم نے بازپرس کی۔ ۸۰ کے قریب لوگوں نے آپ سے اپنے عذر پیش کئے اور آپ نے ان کے لئے مغفرت کی دعا بھی کی۔ سیدنا کعب بن مالک نے یہ لمبا قصہ بیان کیا ہے جو پوری تفصیلات کے ساتھ صحیح بخاری و مسلم میں موجود ہے۔ متعلقہ حصہ یوں ہے کہ

فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ تَعَالَ فَجِئْتُ أَمْشِي حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِي مَا خَلَّفَكَ أَلَمْ تَكُنْ قَدْ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ فَقُلْتُ بَلَى إِنِّي وَاللَّهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا لَرَأَيْتُ أَنْ سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍ وَلَقَدْ أُعْطِيتُ جَدَلًا وَلَكِنِّي وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيثَ كَذِبٍ تَرْضَى بِهِ عَنِّي لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يُسْخِطَكَ عَلَيَّ وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيهِ إِنِّي لَأَرْجُو فِيهِ عَفْوَ اللَّهِ لَا وَاللَّهِ مَا كَانَ لِي مِنْ عُذْرٍ وَاللَّهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمَّا هَذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ فِيكَ فَقُمْتُ(۳٤)

الغرض میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ "میں نے جب آپ کو سلام کیا تو آپ مسکرائے لیکن ایسی مسکراہٹ جس میں غصے کی آمیزش تھی۔ پھر آپ نے فرمایا: "ادھر آؤ۔" میں آگے بڑھا اور آپ کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ آپ نے دریافت فرمایا: "تم کیوں پیچھے رہ گئے؟ تم نے تو سواری خرید نہیں لی تھی؟" میں نے عرض کی: بجا ارشاد! اللہ کی قسم! میں اگر آپ کے علاوہ کسی اور دنیاوی شخصیت کے سامنے ہوتا تو ضرور یہ خیال کرتا کہ میں کسی عذر بہانے سے اس کے غضب سے نجات پا سکتا ہوں کیونکہ میں قوتِ گویائی اور دلیل بازی میں ماہر ہوں۔ لیکن اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ اگر آج میں آپ کے سامنے جھوٹ بول کر آپ کو راضی بھی کر لوں تو عنقریب اللہ آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کر دے گا اور آپ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے۔ اور اگر میں آپ سے ساری بات سچ سچ بیان کر دوں تو آپ مجھ سے ناراض تو ہوں گے، تاہم مجھے اُمید ہے کہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ اللہ کی قسم! مجھے کوئی معذوری نہیں تھی اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ کی قسم! میں اتنا تومند اور خوش حال کبھی نہ تھا جتنا میں اس موقع پر تھا جس میں آپ کے ساتھ جانے سے رہ گیا۔ میری یہ گفتگو سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ شخص ہے جس نے صحیح بات بتائی ہے۔ اچھا جاؤ اور انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ صادر فرمائے۔" میں اٹھ گیا.

مذموم غصّہ

پھر امام محمد بن اسمٰعیل بخاری نے اسی کتاب الآداب میں ہی ناجائز غصہ کی مثالیں بھی بیان کی ہیں، آپ باب کا عنوان یوں قائم کرتے ہیں: بَابُ الحَذَرِ مِنَ الغَضَبِ یعنی 'غصہ سے پرہیز کرنا' اس عنوان میں امام بخاری نے اس غصہ کا تذکرہ کیا جو اپنی ذات اور اپنے ذاتی مفاد کے لئے ہوتا ہے، تو بہتر ہے کہ ایسی باتوں پر غصہ کرنے کی بجائے، ان کو معاف کر دیا جائے، جیساکہ قرآن کریم میں ہے:

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ، وَالكَاظِمِينَ الغَيْظَ، وَالعَافِينَ عَنِ النَّاسِ، وَاللَّهُ يُحِبُّ المحْسِنِينَ(آل عمران: ۱۳۴)

"جو خوش حالی اور تنگ دستی میں خرچ کرتے ہیں اور غصّہ کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہوتے ہیں اور اللہ اپنے مخلص بندوں کو پسند کرتا ہے۔"

غصہ کی اصلاح

ہمارے پیش نظر موضوع 'حالت غصہ میں نبی کریم ﷺ کی کیفیات' ہے۔ اور اس میں آپ ﷺ کا وہ تبصرہ اور رہنمائی بھی شامل ہے جو آپ غصہ کرنے والے کو ارشاد فرمایا کرتے ، چنانچہ جب آپ کے سامنے ایک شخص نے غصہ کیا تو آپ نے یوں تلقین فرمائی :

اسْتَبَّ رَجُلاَنِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوسٌ، وَأَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهُ، مُغْضَبًا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ :إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً، لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ فَقَالُوا لِلرَّجُلِ: أَلاَ تَسْمَعُ مَا يَقُولُ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ :إِنِّي لَسْتُ بِمَجْنُونٍ(۳۵)

”رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی لڑ پڑے۔ اس وقت ہم بھی آپ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص دوسرے کو گالیاں دے رہا تھا اور اس کا چہرہ سرخ تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا : میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر یہ شخص اسے کہہ دے تو اس کا غصہ کافور ہو جائے گا۔ کاش ! یہ 'اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم' پڑھتا۔ صحابہ نے کہا : تم سنتے نہیں کہ نبی ﷺ کیا فرما رہے ہیں؟ اس نے کہا : میں دیوانہ نہیں ہوں۔“

یعنی اس کا مطلب یہ تھا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کا ارشاد سن لیا ہے، پھر اس نے یہ کلمہ پڑھ لیا۔ (۳۶)

نبی کریم نے غصہ نہ کرنے کی نصیحت فرمائی، جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ سے مروی ہے کہ

أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَوْصِنِي، قَالَ: «لاَ تَغْضَبْ» فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ: «لاَ تَغْضَبْ(۳۷)

ایک آدمی نے نبی ﷺ سے عرض کی :آپ مجھے کوئی وصیت کریں۔ آپ نے فرمایا" : غصہ نہ کیا کر۔" اس نے بار بار اپنے سوال کو دہرایا لیکن آپ یہی جواب دیتے رہے۔ "غصے میں آیا نہ کر۔"

شاید یہ شخص بڑا غصہ والا ہوگا۔ تو اس کے لئے یہی نصیحت آپ ﷺ نے تجویز کی کیونکہ حسب حال نصیحت کرنا سنتِ نبوی ہے جیسا کہ ہر حکیم پر فرض ہے کہ مرض کے حسب حال دوا تجویز کرے۔ اور انسان کو سراسر اپنی ذات کے لئے یا کسی جاہلی عصبیت پر غصہ نہیں کرنا چاہیے۔ (۳۸)

حوالہ جات وحواشی

(۱) معجم مقاییس اللغۃ زیر مادہ غضب، دار الفکر، ۱۳۹۹ھ

(۲) لسان العرب از ابن منظور افریقی : ۶۴۸/۲، دار صادر، بیروت ۱۴۱۴ھ

(۳) التعریفات از امام علی شریف جرجانی، ص ۱۶۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۳ھ

(۴) کشاف اصطلاحات الفنون از محمد علی تہانوی : ۱۰۸۹/۳، ناشر لبنان ناشرون، ۱۹۹۶ء

(۵) الفتح:۲۹

(۶) المائدۃ:۵۴

(۷) التحریم:۹

(۸) صحيح البخاري : كِتَابُ المَنَاقِبِ)بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ(، رقم ۳۵۶۰

(۹) شرح صحیح بخاری از مولانا عبد الستار الحماد: زیر حدیث كِتَابُ المَنَاقِبِ (بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ)، رقم ۳۵۶۰

(۱۰) صحیح البخاري : كِتَابُ الأَدَبِ)بَابُ الحَذَرِ مِنَ الغَضَبِ(، رقم ۶۱۱۴

(۱۱) مسند احمد بن حنبل: مسند عن عمار بن یاسر : رقم ۱۷۶۰۵

(۱۲) صحیح البخاري : كِتَابُ الأَدَبِ)بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الغَضَبِ وَالشِّدَّةِ لِأَمْرِ اللهِ(، رقم ۶۱۰۹

(۱۳) مسلم : كِتَابُ الْحُدُودِ)بَابُ قَطْعِ السَّارِقِ الشَّرِيفِ وَغَيْرِهِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُودِ(، رقم ۱۶۸۸

(۱۴) مسند احمد: مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، رقم ۶۷۰۲ ... قال شعیب ارناؤط: حدیث حسن

(۱۵) تفصیلات کے لئے: 'غصہ مصطفیٰ ﷺ' از ڈاکٹر تفضیل احمد ضیغم: ص ۱۵ تا ۲۵، طیبہ قرآن محل، فیصل آباد، ۲۰۱۶

(۱۶) صحیح البخاري : كِتَابُ الدِّيَاتِ)بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {وَمَنْ أَحْيَاهَا{، رقم ۶۸۷۲

(۱۷) صحیح مسلم : كِتَابُ الْإِيمَانِ)بَابُ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْكَافِرِ بَعْدَ أَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ(، رقم ۹۶

(۱۸) ایضا، رقم ۹۶

(۱۹) ایضا، رقم ۹۷

(۲۰) ایضا، رقم ۹۶

(۲۱) بحوالہ 'رحمۃ للعالمین غصے میں کیوں؟' از حافظ عبدالرزاق اظہر: ص ۶۷، ناشر: مکتبہ اسلامیہ، لاہور، ۲۰۱۶ء

(۲۲) البخاري : كِتَابُ فَرْضِ الخُمُسِ)بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِي المُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الخُمُسِ وَنَحْوِهِ(، رقم ۳۱۵۰

(۲۳) إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري از احمد بن محمد القسطلانی: الطبعۃ السابعۃ: ۹/ ۴۵

(۲۴) حاشیہ صحیح بخاری از مولانا عبد الستار حماد بر حدیث مذکور، دار السلام، لاہور

(۲۵) صحیح مسلم : كِتَابُ الزَّكَاةِ)بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ(، رقم ۱۰۶۲

(۲۶) صحیح مسلم : كِتَابُ الزَّكَاةِ)بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ(، رقم ۱۰۶۴

(۲۷) صحیح البخاري : كِتَابُ الأَدَبِ)بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الغَضَبِ وَالشِّدَّةِ لِأَمْرِ اللهِ(، رقم ۶۱۱۰

(۲۸) ایضا، رقم ۶۱۱۱

(۲۹) ایضا، رقم ۶۱۱۲

(۳۰) صحیح البخاري : كِتَابُ العِلْمِ)بَابُ الغَضَبِ فِي المَوْعِظَةِ وَالتَّعْلِيمِ، إِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ(، رقم ۹۲

(۳۱) صحیح البخاري : كِتَابُ الأَدَبِ)بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الغَضَبِ وَالشِّدَّةِ لِأَمْرِ اللهِ(، رقم ۶۱۱۳

(۳۲) صحیح مسلم : كِتَابُ الْجُمُعَةِ)بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ وَالْخُطْبَةِ(، رقم ۸۶۷

(۳۳) صحیح البخاري : كِتَابُ الشَّهَادَاتِ)بَابُ مَا قِيلَ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ(، رقم ۲۶۵۴

(۳۴) صحیح البخاري : كِتَابُ المَغَازِي)بَابُ حَدِيثِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ(، رقم ۴۴۱۸

(۳۵) صحیح البخاري : كِتَابُ الأَدَبِ)بَابُ الحَذَرِ مِنَ الغَضَبِ(، رقم ۶۱۱۵

(۳۶) غصہ کو ٹھنڈا کرنے کے ۷ شرعی طریقے پڑھنے کے لئے دیکھیں: کتاب "لاتغضب" از محمد بن احمد عماری، طبع مکہ مکرمہ

(۳۷) صحیح البخاري : كِتَابُ الأَدَبِ)بَابُ الحَذَرِ مِنَ الغَضَبِ(، رقم ۶۱۱۶

(۳۸) مزید تفصیل کے لئے: کتاب "لاتغضب" از محمد بن احمد عماری، طبع مکہ مکرمہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆